غزل

(از جناب سعادت نظیر)

عندلیب آشیاں بناتی ہے — برق رہ رہ کے تلملاتی ہے
سر اٹھائے جو لہر آتی ہے — دستِ ساحل سے منہ کی کھاتی ہے
کہہ رہا ہے صبا کا نرم خرام — کوئی دم میں بہار آتی ہے
للہ الحمد! سعیٔ نا مشکور — دل کی ہمت بڑھائے جاتی ہے
یاد کرتا ہے جن کو تو اے دل — اُن کو بھی تیری یاد آتی ہے
باہمی اختلاف مٹ جائے — یہ للک دل کو گدگداتی ہے
جاگ اٹھتی ہے روحِ خوابیدہ — جب بشر پر مصیبت آتی ہے
شورشِ انقلاب آخر کار — زندگی کا پیام لاتی ہے
میری بے تابیٔ ضمیر، نظیر — میری تقدیر کو جگاتی ہے

غزل

از جناب فانی مرادآبادی - لائل پور

ہوش والے جو چلے وہم و گماں تک پہونچے — تیرے دیوانے مگر سرِّ نہاں تک پہونچے
عمر بھر جادۂ ہستی میں بھٹکتے گذری — راہ تاریک نظر آئی جہاں تک پہونچے
دیکھنا یہ ہے مجھے آج سفر سے پہلے — قافلے کل جو چلے تھے کہاں تک پہونچے
چاک دل۔ چاک جگر۔ چاک گریباں ہم ہیں — شکر ہے تیری محبت میں یہاں تک پہونچے
بازیٔ انساں کی ٹھہری کہ تشدد سے ندیم — دیکھنا یہ ہے کہ اب کون کہاں تک پہونچے
قابلِ داد ہیں فانی وہ عزائم جو یہاں — ہلکی موجوں پہ چلے سیلِ رواں تک پہونچے